18. اعتبار

ماں کو اپنے بیٹے اور زمیندار کو اپنے لہلہاتے کھیت دیکھ کر جو خوشی ہوتی ہے وہی خوشی بابا بھارتی کو اپنا گھوڑا دیکھ کر ہوتی تھی۔ یہ گھوڑا بڑا خوبصورت تھا۔ اس کے مقابلے کا گھوڑا سارے علاقے میں نہ تھا۔ بابا بھارتی اسے ''سلطان'' کہہ کر بلاتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے کھریرا کرتے، اپنے ہاتھ سے دانہ کھلاتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ سلطان سے جدائی کا خیال بھی ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ ان کو وہم ہوگیا تھا کہ ''میں اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔'' وہ اس کی چال پر فریفتہ تھے۔ کہتے: ''اس طرح چلتا ہے جیسے طاؤس اودی، اودی گھٹاؤں کو دیکھ کر ناچ رہا ہو۔'' گاؤں کے لوگ اس محبت پر حیران تھے۔ بعض وقت کنکھیوں سے اشارے بھی کرتے تھے، مگر بابا بھارتی کو اس کی پروا نہ تھی۔ جب تک وہ شام کے وقت سلطان پر سوار ہو کر آٹھ دس میل کا چکر نہ لگاتے انھیں چین نہ آتا۔

کلہن اس علاقے کا مشہور ڈاکو تھا۔ لوگ اس کا نام سن کر تھراتے تھے۔ ہوتے ہوتے سلطان کی شہرت اس کے بھی کانوں تک پہنچی۔ شوق نے دل میں چٹکی لی۔ ایک دن دوپہر کے وقت بابا بھارتی کے پاس پہنچا اور نمسکار کر کے کھڑا ہوگیا۔

بابا بھارتی نے پوچھا: ''کلھن! کیا حال ہے؟

کلھن نے سر جھکا کر جواب دیا: ''آپ کی مہربانی ہے۔''

''کہو، ادھر کیسے آ گئے؟

''سلطان کی شہرت کھینچ لائی ہے۔''

''عجیب جانور ہے، خوش ہو جاؤ گے۔''

''میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔''

''اس کی چال تمہارا دل موہ لے گی۔''

''کہتے ہیں شکل بھی بڑی خوبصورت ہے۔''

''کیا کہنے! جو اسے ایک دفعہ دیکھ لیتا ہے۔ اُس کے دل پر اس کی صورت نقش ہو جاتی ہے۔''

''مدت سے ترس رہا تھا۔ آج حاضر ہوا ہوں۔''

بابا اور کلھن دونوں اصطبل میں پہنچے۔ بابا نے بڑے غرور سے گھوڑا دکھایا۔ کلھن نے حیرت سے گھوڑے کو دیکھا۔ اُس نے ہزاروں گھوڑے دیکھے تھے، لیکن ایسا بانکا گھوڑا اس کی نگاہ سے آج تک نہ گزرا تھا۔ سوچنے لگا قسمت کی بات ہے۔ ایسا گھوڑا میرے پاس ہونا چاہئے تھا۔ اس فقیر کو ایسی چیزوں سے کیا نسبت۔ اس کی چال دیکھ کر کلھن کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ وہ ڈاکو تھا۔ اس کے پاس طاقت تھی۔

اُس نے کہا: ''بابا صاحب! اس گھوڑے کو تو میرے پاس ہونا چاہئے تھا۔'' یہ کہہ وہ چلا گیا۔

بابا خوف زدہ ہو گئے۔ اب انہیں رات کو نیند نہ آتی تھی۔ ساری رات اصطبل کی خبر گیری میں کٹنے لگی۔ ہر وقت کلھن کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ مگر کئی مہینے گزر گئے اور وہ نہ آیا۔ یہاں تک کہ بابا بھارتی کسی حد تک بے پروا ہو گئے۔

شام کا وقت تھا۔ بابا بھارتی سلطان کی پیٹھ پر سوار ہو کر سیر کو جا رہے تھے۔ یکا یک ایک طرف سے آواز آئی: ''او بابا! ذرا اک محتاج کی بات بھی سنتے جاؤ۔''

آواز میں رقت تھی۔ بابا نے گھوڑا روک لیا۔ دیکھا تو ایک اپاہج درخت کے سائے تلے پڑا کراہ رہا تھا۔ بابا بھارتی کا دل پسیج گیا، بولے: ''کیوں، تمہیں کیا تکلیف ہے؟''

اپاہج نے ہاتھ باندھ کر کہا: ''بابا! میں دکھی ہوں، مجھ پر مہربانی کرو۔ رام نوالہ یہاں سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ مجھے وہاں جانا ہے۔ گھوڑے پر چڑھا لو۔ پرماتما تمہارا بھلا کرے گا۔''

''وہاں تمہارا کون ہے؟'' بابا نے پوچھا۔

''درگا دت حکیم کا نام آپ نے سنا ہوگا، میں اُن کا سوتیلا بھائی ہوں۔''

© SCERT not to be republished

بابا بھارتی نے گھوڑے سے اُتر کر اپاہج کو گھوڑے پر سوار کیا اور خود اس کی لگام پکڑ کر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ اچانک، انہیں ایک جھٹکا سا محسوس ہوا اور لگام ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ایک اپاہج گھوڑے کی پیٹھ پر تن کر بیٹھا اسے دوڑائے لیے جا رہا ہے تو ان کی حیرت کا ٹھکانہ نہیں رہا۔ اُن کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ یہ اپاہج کلہن ڈاکو تھا۔

بابا بھارتی کچھ دیر خاموش رہے۔ اس کے بعد پوری قوت سے چلا کر کہا:

''ذرا ٹھہرو!'' کلہن نے یہ آواز سن کر گھوڑا روک لیا اور اس کی گردن پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

''بابا صاحب! یہ گھوڑا اب نہ دوں گا۔''

بابا بھارتی نے قریب آ کر کہا: ''یہ گھوڑا تمھیں مبارک ہو۔ میں تمھیں اس کی واپسی کے لیے نہیں کہتا، مگر کلہن تم سے صرف ایک درخواست کرتا ہوں، اسے رد نہ کرنا ورنہ میرے دل کو سخت صدمہ پہنچے گا۔''

''بابا! حکم دیجیے! میں آپ کا غلام ہوں، صرف یہ گھوڑا نہ دوں گا۔''

''اب گھوڑے کا نام نہ لو۔ میں تمھیں اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا۔ میری درخواست صرف یہ ہے کہ اس واقعے کا کسی سے ذکر نہ ہونے پائے۔''

کلہن کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ اسے خیال تھا کہ بابا بھارتی اس چوری کی اطلاع پولیس میں دے کر مجھے گرفتار کروادیں گے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس گھوڑے کو لے کر روپوش ہو جانا چاہیے۔ اس نے بابا بھارتی کے چہرے پر اپنی آنکھیں گاڑیں اور پوچھا:

''بابا صاحب! اس میں آپ کو کیا خطرہ ہے؟''

باباب ھارتی نے جواب دیا: ''لوگوں کو اگر اس واقعے کا علم ہو گیا تو وہ کسی غریب پر اعتبار نہ کریں گے۔''

اور یہ کہتے کہتے انھوں نے سلطان کی طرف سے اس طرح منہ موڑ لیا جیسے ان کا اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ بابا بھارتی تو چلے گئے مگر ان کا فقرہ کلہن کے کانوں میں اب تک گونج رہا تھا۔ سوچتا تھا بابا بھارتی کا خیال کتنا اونچا ہے۔ اگرچہ بابا صاحب کو اس گھوڑے سے عشق تھا، مگر آج ان کے چہرے پر ذرا بھی ملال نہ تھا۔ انہیں صرف یہ خیال ستا رہا تھا کہ کہیں لوگ غریبوں پر اعتبار کرنا نہ چھوڑ دیں۔ انہوں نے اپنے ذاتی نقصان کو انسانیت کے نقصان پر قربان کر دیا۔ ایسا آدمی، آدمی نہیں فرشتہ ہے۔

رات کی تاریکی میں کلہن بابا بھارتی کے گھر پہنچا۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ آسمان پر تارے ٹمٹما رہے تھے۔ کلہن سلطان کی لگام پکڑے آہستہ آہستہ اصطبل کے دروازے پر پہنچا۔ دروازہ کھلا تھا۔ کبھی وہاں بابا بھارتی لاٹھی لے کر پہرہ دیتے تھے۔ کلہن نے آگے بڑھ کر سلطان کو اس کی جگہ پر باندھ دیا اور باہر نکل کر دروازہ احتیاط سے بند کر دیا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ صبح ہوتے ہی بابا بھارتی نے اپنے کمرے سے نکل کر سرد پانی سے غسل کیا۔ اس کے بعد اُن کے پاؤں اصطبل کی طرف اس طرح بڑھے جیسے کوئی خواب میں چل رہا ہو مگر دروازے پر پہنچتے ہی وہ چونک پڑے۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اب گھوڑا وہاں کہاں تھا۔

گھوڑے نے اپنے مالک کے قدموں کی چاپ کو پہچان لیا اور زور سے ہنہنایا۔ بابا بھارتی دوڑتے ہوئے اصطبل کے اندر چلے گئے اور گھوڑے کے گلے سے لپٹ کر اس طرح رونے لگے جیسے بچھڑا ہوا باپ مدت کے بعد بیٹے سے مل کر روتا ہے۔ بار بار اس کی گردن پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے تھے:

''اب کوئی غریبوں کی امداد کرنے سے انکار نہ کرے گا۔''

سوالات

1. اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔
2. بابا بھارتی کا کردار آپ کو کیوں پسند آیا؟
3. اگر کوئی آپ کی پسندیدہ شئے لے لے تو آپ کا کیا ردِّ عمل رہے گا؟
4. کلہن کی جگہ آپ ہوتے تو کیا کرتے؟
5. آپ کس طرح کہیں گے کہ ضرورت مند غریبوں پر اعتبار کرنا چاہیے؟
6. گھوڑے کی جگہ کوئی اور قیمتی شئے ہوتی تو بابا بھارتی کا کیا ردِّ عمل ہوتا؟